نحن انصار اللہ
اپریل تا جون ۲۰۲۳ء
www.nahnuansarullah.ca

نحنُ انصار اللہ

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

اپریل تا جون ۲۰۲۳ء

صلح تا امان ۱۴۰۲ ہجری شمسی

www.nahnuansarullah.ca

ہماری جماعت کو تحریر اور تقریر کے میدان میں ترقی کرنے کی نہایت ضرورت ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ایک فکر انگیز پیغام

”..... اس زمانہ کو خدا نے اشاعت ہدایت کا زمانہ قرار دیا ہے اور یہ زمانہ دلائل کا زمانہ ہے تلوار کا نہیں، آج جو جہاد ہوتا ہے وہ تقریر اور تحریر سے کیا جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں جو شخص تلوار چلانا نہیں سیکھتا تھا وہ قومی مجرم تھا کیونکہ وہ زمانہ تلوار سے جہاد کرنے کا تھا اور آج جو شخص تقریر اور تحریر میں مشق بہم نہیں پہنچاتا وہ بھی مجرم ہے۔ آج جو شخص اپنی زبان اور اپنے قلم کو تیز نہیں کرتا وہ اس زمانہ کی جنگ کے لیے گویا نہ تلوار کو تیز کرتا ہے نہ اس کو استعمال کرنا سیکھتا ہے اس لیے اگر اس کے دل میں اشاعت اسلام کی خواہش اور تمنا ہے تو یہ سچی تمنا نہیں بلکہ جھوٹی ہے کیونکہ جو شخص دشمن پر فتح پانے کے لیے جاتا ہے وہ نہتا نہیں جایا کرتا بلکہ جس قدر اس سے ممکن ہوتا ہے لڑائی کا سامان لے کر جاتا ہے اسی طرح اس جنگ کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ جو اس میں کامیابی حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہو وہ ان سامانوں کو مہیا کرے جو اُس میں فتح پانے کے لیے ضروری ہیں اور اس کے بعد خدا کی نصرت کا امیدوار رہے۔ قرآن کریم میں مقابلہ کے لیے تیاری نہ کرنے والوں کو منافق قرار دیا گیا ہے کہ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً۔ اگر ارادہ کرتے مخالف کے مقابلہ میں نکلنے کا تو یقیناً اس کے لیے پہلے سے کچھ سامان بھی تیار کرتے چونکہ وہ تیاری نہیں کرتے اس لیے معلوم ہوا کہ ان کا ارادہ ہی نہیں ہوتا وہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ صرف ان کی زبانی باتیں ہوتی ہیں۔ جو قوم پہلے سے تیار نہیں ہوتی وہ وقت پر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ زمانہ دلائل اور براہین سے اشاعت اسلام کرنے کا ہے اس لیے اگر ہماری جماعت تقریر کرنے اور لکھنے کی مشق نہیں کرتی تو پھر وہ اشاعت اسلام کے میدان میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔

مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ گو میں نے بار بار مختلف اوقات میں ادھر توجہ دلائی ہے مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا... میں احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس سستی کو چھوڑ دیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک شخص کو زبان دی ہے اس سے وہ حق پھیلانے کا کام لے اور جو لکھنا جانتے ہیں وہ زبان اور قلم سے کام لیں۔ جن کو قلم سے کام لینا نہیں آتا وہ سیکھ سکتے ہیں، وہ کون سا کام ہے جو کوشش کے بعد نہیں آ سکتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ جو قلم سے کام لے سکتے ہیں وہ بھی نہیں لیتے۔

میں امید کرتا ہوں کہ آج کی نصیحت کارگر ہوگی۔ ہماری جماعت کو تحریر اور تقریر کے میدان میں ترقی کرنے کی نہایت ضرورت ہے۔ ہر ایک احمدی کو قلم اور زبان چلانے کی مشق کرنی چاہیے۔ جو شخص مشق کرکے زبان اور قلم سے دین کی خدمت میں کام لے گا وہ فتح کو قریب لائے گا...“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18/ جنوری 1924ء۔ الفضل 19/ جون 1945ء)

ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online) بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر

ishaat@ansar.ca Tel: 905-417-1800 : رابطہ

فہرست مضامین

قرآن مجید

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہرگز گمان نہ کر کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ (مومنوں کو) زمین میں بے بس کرتے پھریں گے جبکہ ان کا ٹھکانا آگ ہے اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

(سورۃ النور: آیت 56 تا 58)

حدیثِ نبوی ﷺ

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً فَإِحْدَى وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِي عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰه ﷺ مَنْ هُمْ قَالَ "الْجَمَاعَةُ"۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب افْتِرَاقِ الأُمَمِ)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہودی اکہتر (71) فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے جن میں سے ایک جنتی ہے اور باقی ستر آگ میں۔ اور نصاریٰ بہتر (72) فرقوں میں بٹ گئے جن میں سے اکہتر آگ والے ہیں اور ایک جنتی ہے۔ اور اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے ایک جنتی ہو گا اور بہتر فرقے آگ میں ہوں گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! (جنتی فرقے والے) وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: "الْجَمَاعَةُ" یعنی وہ جماعت ہوں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ صلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ .....

(سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلاَئِلِهَا)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی امام کی بیعت کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اور اپنا دل اس کو دے دے تو اُس کو پھر چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے اُس (امام) کی اطاعت کرے۔

کلام الامام امام الکلام

’’یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اِس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے ..... اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں ..... تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ ... خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔۔۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 304،305)

اقتباس
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدو جہد کرتی رہی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا۔" (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 390)

پس ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ سے ان فضلوں کو سمیٹنا چاہیے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے فرمایا ہے۔ اپنے بزرگوں کی اس قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے جو قیام اور استحکام خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔ آپ میں بہت بڑی تعداد جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یا جو میری زبان میں میری باتیں سمجھ سکتے ہیں اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں۔ ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو باوجود زبان براہ راست نہ سمجھنے کے، باوجود بہت کم رابطے کے، بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی خلیفہ کو دیکھا ہوگا اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں .....

تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تو کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ تو ایسے ایمان لانے والوں کو جو عمل صالح بھی کر رہے ہوں، اپنی قدرت دکھاتا ہے اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔ پس اپنے پر رحم کریں، اپنی نسلوں پر رحم کریں اور فضول بحثوں میں پڑنے کی بجائے یا ایسی بحثیں کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور وعدے پر نظر رکھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو مضبوط بنائیں۔ جماعت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پھیل چکی ہے اس لئے کسی کو یہ خیال نہیں آنا چاہیے کہ ہمارا خاندان، ہمارا ملک یا ہماری قوم ہی احمدیت کے علمبردار ہیں۔ اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ مئی ۲۰۰۵ء۔ خطبات مسرور جلد سوم صفحہ ۳۲۱، ۳۲۲)

انتخاب از فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم — کہ او مجدّدِ ایں دین و رہنما باشد

مجھے غیب سے یہ خوشخبری ملی ہے کہ میں وہی انسان ہوں جو اس دین کا مجدّد اور راہ نما ہے۔

لوائے ما پنہِ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنامِ ما باشد

ہمارا جھنڈا ہر خوش قسمت انسان کی پناہ ہوگا اور کھلی کھلی فتح کا شہرہ ہمارے نام پر ہوگا۔

عجب مدار اگر خلق سوئے ما بدوند — کہ ہر کجا کہ غنی مے بود گدا باشد

اگر مخلوقات ہماری طرف دوڑ کر آئے تو تعجب نہ کر کہ جہاں دولت مند ہوتا ہے وہاں فقیر جمع ہو جاتے ہیں۔

گُلے کہ روئے خزاں را گہے نخواہد دید — بباغِ ماست اگر قسمتت رسا باشد

وہ پھول جو کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھے گا وہ ہمارے باغ میں ہے اگر تیری قسمت یاور ہو۔

منم مسیح ببانگِ بلند مے گویم — منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد

میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ میں ہی مسیح ہوں اور میں ہی اُس بادشاہ کا خلیفہ ہوں جو آسمان پر ہے۔

زمینِ مردہ ہمی خواست عیسوی انفاس — زِ وعظِ بے عملاں خود اثر کجا باشد

مری ہوئی زمین بھی دمِ عیسیٰ کو چاہتی ہے جو آپ بے عمل ہوں ان کے وعظ کا اثر کہاں ہوتا ہے

ہزار نقد نمائی یکے چو سکۂ ما — بہ نقشِ خوب و عیار و صفا کُجا باشد

تو ہزاروں سکّے دکھائے پھر بھی چمک دمک اور کھرا ہونے میں ہمارے سکّہ کی برابری نہیں کرسکتا۔

محال ہست کزیں فتنہ ہا شوی محفوظ — مگر ترا چو بمن گامِ اقتدا باشد

ناممکن ہے کہ تُو اِن فتنوں سے بچ سکے سوائے اس کے کہ تو میری پیروی کرے۔

(تریاق القلوب)

خلفاء احمدیت کا اپنی پیاری جماعت کے لیے درد اور دعائیں

دل میں وہ بھی ہے اِک گوشۂ محترم، وقف ہے جو غمِ دوستاں کے لیے

یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان وفضل ہے کہ اُس نے جماعت احمدیہ کو خلافت جیسی نعمت سے نوازا ہے، عالمگیر جماعت احمدیہ کو خلافت کی شکل میں ایک آسمانی سایہ میسر ہے جو موجودہ زمانے کے فتنوں، مصیبتوں اور تکالیف سے نہ صرف بچاتا ہے بلکہ تسلی و اطمینان اور امن وسکون کے سامان بھی کرتا ہے۔ خلفاء احمدیت کا جماعت احمدیہ کے لیے درد اور اُن کے لیے دعائیں ایک وسیع باب ہے، خلفاء احمدیت کی شفقت اور مہربانیوں اور دعاؤں کے ہزاروں بلکہ لاکھوں واقعات جماعت نے ہر زمانے میں مشاہدہ کیے ہیں۔ ذیل میں خلفاء کے چند اقتباسات درج کیے جاتے ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں:

”ہمارے حضرت کو اللہ تعالیٰ نے خاص توفیق بخشی تھی، تحریری رنگ میں آپ کو اعجازی نشان دیا گیا تھا۔ میں بھی آپ کی زندگی میں کچھ لکھ دیا کرتا تھا مگر آپؑ کے بعد ایک اور ضرورت کو میں نے مدنظر رکھا ہے اس سے فرصت نہیں ہوتی، وہ کیا میں تمہارے لیے دعا کرتا ہوں پس اب نہ مجھے کسی لمبی تقریر کی ضرورت ہے اور نہ تحریر کی، میں چند باتیں تمہاری بھلائی اور تمہارے فائدہ کے لیے کہتا ہوں اور خدا کی رضا کے لیے کہتا ہوں۔“

(الحکم ۲۸/۲۱ جون ۱۹۱۲ صفحہ ۱۵ کالم ۳)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

”ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ تم میں اور دوسرے گدی نشینوں میں کیا فرق ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ میں تو اپنی جماعت کو بقدر طاقت قرآن مجید سناتا، اس پر عمل سکھاتا اور ان کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔“ (الحکم ۷ جنوری ۱۹۱۳ صفحہ ۱۱ کالم ۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

حضرت مصلح موعود (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) خطاب جلسہ سالانہ فرمودہ ۲۷/ دسمبر ۱۹۱۶ء میں فرمایا:

”مجھے تمہارے لیے ایسا دل دیا گیا ہے جو تمہارے درد، تمہاری مصیبت اور تمہاری تکلیف کو تم سے زیادہ محسوس کرتا ہے اور خدا تعالیٰ نے تمھیں ایک ایسا انسان دیا ہے جو ہر وقت تمھارے کاموں میں تمھارا ہاتھ بٹانے کے لیے تیار ہے اور بِلا کسی اجر اور امید کے صرف خدا کے لیے دن رات تمھاری بہتری اور بھلائی میں صرف کرتا ہے، خدا تعالیٰ کے حضور تمھارے لیے عجز اور نیاز سے دعائیں کرتا ہے۔“

(جماعت احمدیہ کے فرائض اور اس کی ذمہ داریاں، انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۴۶۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ جون ۱۹۷۴ء میں فرمایا:

''ان حالات میں ہر دکھ جو کسی فرد یا خاندان کو پہنچا اُس کا زخم مَیں اپنے سینے میں بھی محسوس کرتا ہوں۔ پس کئی ہزار پریشانیاں نیزے کی اَنّی کی طرح میرے سینے میں پیوست ہیں۔''

(خطبات ناصر جلد پنجم صفحہ ۵۸۳)

اسی طرح جلسہ سالانہ ۱۹۷۴ کے افتتاحی خطاب میں فرمایا:

''علاوہ ازیں دنیوی لحاظ سے وہ تلخیاں جو دوستوں نے انفرادی طور پر محسوس کیں وہ ساری تلخیاں میرے سینے میں جمع ہوتی تھیں اُن دنوں مجھ پر ایسی راتیں بھی آئیں کہ میں خدا کے فضل اور رحم سے ساری ساری رات ایک منٹ سوئے بغیر دوستوں کے لئے دعائیں کرتا رہا ہوں..... ہم دونوں ''امام جماعت'' اور ''جماعت'' ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اور ایک ہی چیز کے دو مختلف زاویے ہیں۔'' (خطابات ناصر جلد دوم صفحہ ۱۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

پیار کرنے کا جو خوباں ہم پہ رکھتے ہیں گناہ
ان سے بھی تو پوچھے وہ اتنے کیوں پیارے ہوئے

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت اتنی پیاری ہے کہ اس سے پیار نہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے، بے اختیاری کا عالم ہے۔ مَیں تو ایک ہی غم میں گھل رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے یہ توفیق بخشے کہ اس عظیم جماعت کی جو مسیح موعودؑ کی میرے پاس امانت ہے اس کے حقوق ادا کرسکوں اور اس حال میں جان دوں کہ میرا اللہ مجھے کہہ رہا ہو کہ ہاں تم نے حقوق ادا کر دیے۔'' (خطبات طاہر جلد ۳ صفحہ ۳۷۴)

حضورؒ کا منظوم کلام بھی انہی دعاؤں اور نیک تمناؤں سے بھرا پڑا ہے، حضور فرماتے ہیں:

میری ایسی بھی ہے ایک روداد غم، دل کے پردے پہ ہے خون سے جو رقم
دل میں وہ بھی ہے اِک گوشۂ محترم، وقف ہے جو غمِ دوستاں کے لیے

ایک اور نظم میں فرماتے ہیں:

اُن کو شکوہ ہے کہ ہجر میں کیوں تڑپایا ساری رات
جن کی خاطر رات لٹا دی چین نہ پایا ساری رات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
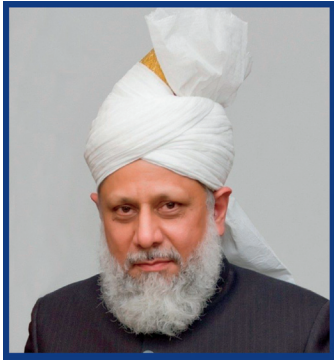
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے پہلے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ ۲۵ اپریل ۲۰۰۳ میں فرمایا:

''حضرت مسیح موعود علیہ لسلام فرماتے ہیں: میں ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہتا ہوں اور سب سے مقدم دعا یہی ہوتی ہے کہ میرے دوستوں کو ہموم اور غموم سے محفوظ رکھے کیونکہ مجھے تو ان کے ہی اَفکار اور رنج، غم میں ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کا درد مجھے اپنے درد سے بڑھ کر ہو جائے، اللہ میری مدد فرمائے۔'' (خطبات مسرور جلد اول صفحہ ۶)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ جون ۲۰۱۴ بمقام جرمنی میں فرماتے ہیں:

’’دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشمِ تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لیے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے، یہ میرا فرض ہے۔‘‘

پھر فرمایا:

’’کون سا دنیوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو، کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین ہو اور دعا بھی کرتا ہو، کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو.....جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے..... غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی، ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لیے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو، اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔‘‘(الفضل انٹرنیشنل لندن ۲۷ جون ۲۰۱۴ صفحہ ۷)

یہ ایک مختصر سی جھلک ہے مختصر اقتباسات سے ورنہ دیگر کئی ایمان افروز ارشادات اس ضمن میں موجود ہیں اُس سے بڑھ کر ہر احمدی گھرانہ اس بات کا گواہ ہے کہ وہ کس قدر اپنے پیارے آقا کی دعاؤں سے حصہ پاتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہترین امام وہ ہے جو اپنی جماعت کے لیے دعائیں کرے اور بہترین جماعت وہ ہے جو اپنے امام کے لیے دعائیں کرے۔ پس جہاں تک امام کا اپنی جماعت کے لیے دعائیں کرنے کا پہلو ہے وہ تو عیاں ہے ہاں ہمیں بحیثیت احمدی جماعت یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم کس قدر اپنے پیارے امام کے لیے دعائیں کرتے ہیں!!!!

تعارف کتاب ۔ شہادۃ القرآن

(مرسلہ: خالد محمود شرما۔ قائد تعلیم مجلس انصار اللہ کینیڈا)

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ کینیڈا کے مرتب کردہ تعلیمی نصاب ۲۰۲۳ء کی دوسری اور تیسری سہ ماہی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف ''شہادۃ القرآن'' تمام انصار بھائیوں کے مطالعہ کے لئے مقرر کی گئی ہے ۔ اس کتاب کا مختصر تعارف درج ذیل ہے تا کہ اس کتاب کے مضمون سے آگاہی ہو سکے جو انصار بھائیوں کے ذوق وشوق میں اضافہ اور پوری کتاب پڑھنے کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ ان شاءاللہ
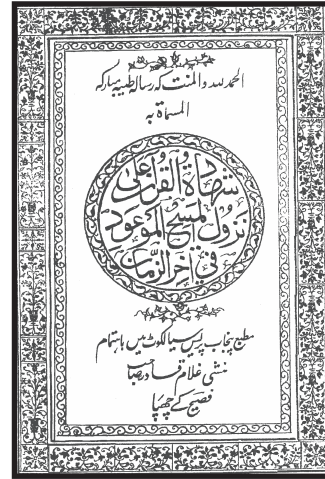
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ کتاب ۱۰۶ صفحات پر مشتمل ہے اور روحانی خزائن جلد نمبر ۶ میں ہے۔

ایک صاحب عطا محمد جو امرتسر کے ضلع کی کچہری میں اہلمد تھے اور وفات مسیحؑ کے قائل تھے لیکن کسی مسیح کے اِس امت میں آنے کے منکر تھے اگست ۱۸۹۳ء میں اپنے ایک خط کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ اس بات پر کیا دلیل ہے کہ آپ مسیح موعود ہیں یا کسی مسیح کا انتظار کرنا ہم کو واجب و لازم ہے۔ مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی گو احادیث میں موجود ہے مگر احادیث کا بیان میرے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ احادیث زمانۂ دراز کے بعد جمع کی گئی ہے اور اکثر مجموعہ احاد ہے۔ جو مفید یقین نہیں۔

چونکہ سوال اہم تھا اس لئے حضورؑ نے اس سوال کے جواب میں سائل کی حالت کو مدّنظر رکھتے ہوئے رسالہ ''شہادت القرآن'' لکھا اور مندرجہ ذیل تین امور تنقیح طلب قائم کر کے مفصل جواب دیا۔

اول: یہ کہ مسیح موعود کے آنے کی خبر جو حدیثوں میں پائی جاتی ہے کیا یہ اس وجہ سے ناقابلِ اعتبار ہے کہ حدیثوں کا بیان مرتبہ یقین سے دُور و مہجور ہے۔

دوسرے یہ کہ کیا قرآن کریم میں اس پیشگوئی کے بارے میں کچھ ذکر ہے یا نہیں۔

تیسرے یہ کہ اگر یہ پیشگوئی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اِس کا مصداق یہی عاجز ہے۔ (شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۲۹۷)

اِن تینوں تنقیحات کو بدلائلِ بیّنہ واضح کر کے آخر میں لکھا:۔

''اور اگر اب بھی یہ تمام ثبوت میاں عطا محمد صاحب کے لئے کافی نہ ہوں تو پھر طریق سہل یہ ہے کہ اس تمام رسالہ کو غور سے پڑھنے کے بعد بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مجھ کو اطلاع دیں کہ میری تسلّی ان امور سے نہیں ہوئی اور میں ابھی تک افترا سمجھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری نسبت کوئی نشان ظاہر ہو تو میں انشاء اللہ القدیر اُن کے بارہ میں توجہ کروں گا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کسی مخالف کے مقابل پر مجھے مغلوب نہیں کرے گا کیونکہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اُس کے دین کی تجدید کے لئے اُس کے حکم سے آیا ہوں لیکن چاہئے کہ وہ اپنے اشتہار میں مجھے عام اجازت دیں۔ کہ جس طور سے میں اُن کے حق میں الہام پاؤں اُس کو شائع کرا دوں۔'' (شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۷۶)

اِس کے بعد میاں عطا محمد صاحب نے خاموشی اختیار کی۔ مگر ان کا یہ سوال دریافت کرنا اس لحاظ سے خیر و برکت کا موجب ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا جو جواب رقم فرمایا وہ بہت سے طالبانِ حق کی ہدایت اور قلبی اطمینان کا باعث ہوا۔

کتاب شہادۃ القرآن میں مذکور حقانیت حدیث کی تین دلیلیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب شہادۃ القرآن میں میاں عطا محمد صاحب کے اس

اعتراض کہ ”حدیثوں کا بیان مرتبہ یقین سے دُور و مہجور ہے“ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
”.....اگر یہی سچ ہے کہ اہل اسلام کے پاس بجُز قرآن کریم کے جس قدر اور منقولات ہیں وہ تمام ذخیرہ کذب اور جھوٹ اور افترا اور ظنون اور اوہام کا ہے تو پھر شائد اسلام میں سے کچھ تھوڑا ہی حصہ باقی رہ جائے گا وجہ یہ کہ ہمیں اپنے دین کی تمام تفصیلات احادیث نبویہ کے ذریعہ سے ملی ہیں۔ مثلاً یہ نماز جو پنج وقت ہم پڑھتے ہیں گو قرآن مجید سے اس کی فرضیت ثابت ہوتی ہے مگر یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ صبح کی دو رکعت فرض اور دو رکعت سُنت ہیں اور پھر ظہر کی چار رکعت فرض اور چار اور دو سُنّت اور مغرب کی تین رکعت فرض اور دو رکعت سُنت ہیں اور پھر عشاء کی چار۔ ایسا ہی زکوٰۃ کی تفاصیل معلوم کرنے کے لئے ہم بالکل احادیث کے محتاج ہیں۔.....علاوہ اس کے اسلامی تاریخ کا مبدء اور منبع یہی احادیث ہی ہیں۔ اگر احادیث کے بیان پر بھروسہ نہ کیا جائے تو پھر ہمیں اس بات کو بھی یقینی طور پر نہیں ماننا چاہیے کہ درحقیقت حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے اصحاب تھے.... کیونکہ اگر احادیث کے بیان پر اعتبار نہ کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان بزرگوں کے وجود کو یقینی کہہ سکیں اور اس صورت میں ممکن ہو گا کہ تمام نام فرضی ہی ہوں اور دراصل نہ کوئی ابو بکر گذرا ہو نہ عمر نہ عثمان نہ علی .... غرض ایسا خیال کرنا کہ احادیث کے ذریعہ سے کوئی یقینی اور قطعی صداقت ہمیں مل ہی نہیں سکتی گویا اسلام کا بہت سا حصہ اپنے ہاتھ سے نابود کرنا ہے.....پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری طرف ایسی حدیثیں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں جن میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آخری زمانہ میں علماء اس امت کے یہودی صفت ہو جائیں گے اور دیانت اور خدا ترسی اور اندرونی پاکیزگی اُن سے دور ہو جائے گی اور اُس زمانہ میں صلیبی مذہب کا بہت غلبہ ہو گا اور صلیبی مذہب کی حکومت اور سلطنت تقریباً تمام دنیا میں پھیل جائے گی تو اور بھی ان احادیث کی صحت پر دلائل قاطعہ پیدا ہوتے ہیں.....اب منصفین سوچ لیں کہ ایسی پیشگوئیوں کی نسبت جن کی غیبی باتیں پوری ہوتی آنکھ سے دیکھی گئیں شک کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔“

جہاں حکم و عدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حدیث کی صحت و صداقت پر مندرجہ بالا جامع بیان تحریر فرمایا ہے وہیں آپؑ نے ان لوگوں کے خیالات کا بھی ردّ فرمایا ہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ حدیث کے قلمبند ہونے سے پہلے لوگ مسائل اسلام سے واقف نہ تھے چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

”افسوس تو یہ کہ مخالف تو مخالف ہمارے مذہب کے بے خبر لوگوں کو بھی یہی دھوکا لگ گیا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ گویا ایک مدّت کے بعد حدیثی روایات کے مطابق بہت سے مسائل اسلام کے ایسے لوگوں کو تسلیم کرائے گئے ہیں کہ جو اُن حدیثوں کے قلمبند ہونے سے پہلے اُن مسائل سے بکلّی غافل تھے بلکہ حق بات جو یہ ایک بدیہی امر کی طرح ہے یہی ہے کہ آئمہ حدیث کا اگر لوگوں پر کچھ احسان ہے تو صرف اس قدر کہ وہ امور جو ابتدا سے تعامل کے سلسلہ میں ایک دُنیا اُن کو مانتی تھی اُن کی اسناد کے بارے میں اُن لوگوں نے تحقیق اور تفتیش کی اور یہ دکھلا دیا کہ اُس زمانہ کی موجودہ حالت میں جو کچھ اہل اسلام تسلیم کر رہے ہیں یا عمل میں لا رہے ہیں یہ ایسے امور نہیں جو بطور بدعات اسلام میں اب مخلوط ہو گئے ہیں بلکہ یہ وہی گفتار و کردار ہے جو آنحضرت صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرمائی تھی۔“

اجتماعات میں تعلیمی مقابلہ جات کی تیاری کے لئے چند رہنما اصول

(مرسلہ: خالد محمود شرما۔ قائد تعلیم مجلس انصار اللہ کینیڈا)

مجلس انصار اللہ کینیڈا کے لوکل، ریجنل اور نیشنل اجتماعات کا انعقاد اگلے چند مہینوں میں ہونے والا ہے۔ اس کی تیاری کے لئے قیادت تعلیم ان شاءاللہ آن لائن سیمینار کا اہتمام بھی کرے گی۔ اس کے ساتھ ہی یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریر کے ذریعے اپنے انصار بھائیوں کو نظم اور تقریر کے ان رہنما اصول سے آگاہی دلائی جائے جن سے اگر استفادہ حاصل کیا جائے تو ہم اپنے تعلیمی مقابلہ جات کے معیار کو بہتر کر سکتے ہیں۔ انصار بھائیوں سے یہ بھی گذارش ہے کہ تلاوت قرآن کریم کے مقابلے میں حصہ لینے سے قبل قائدہ ترتیل القرآن میں سے ترتیل القرآن کے بعض ضروری قواعد کو ضرور پڑھ لیں۔

مقابلہ تقریر کے لئے چند راہنما اصول

فطری طور پر انسان گفتگو کو نہ صرف پسند کرتا ہے بلکہ اس کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی مجلس میں اچھا مقرر سمجھا جائے اور لوگ اس کی گفتگو کی داد دیں۔ ہماری گفتگو صرف شور سے بھر پور ہی نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ پسندیدہ بات تو یہ ہو گی کہ اس میں معنویت بھی ہو۔ نیز ہماری گفتگو مجلس کے ہر فرد کے لئے کچھ نہ کچھ دلچسپی کا باعث ہونی چاہیے۔ دلنشین گفتگو کرنا بھی ایک فن ہے لیکن بدقسمتی سے ہم اسے اپنانے کی کوشش نہیں کرتے اس دنیا میں اپنے آپ کو پالینا کوئی مقصد نہیں بلکہ انسانوں سے بہتر سلوک عمدہ گفتگو اور نفیس تعلقات کو بروئے کار لانا بہت بڑا کام ہے۔

سامعین وحاضرین آپ کی آواز کے بل بوتے پر آپ کی شخصیت سے متاثر ہوتے ہیں۔ وہ آواز سن کر آپ کا ایک عکس اپنے ذہن میں بنا لیتے ہیں۔ جس طرح چڑیوں کو نغموں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح انسانوں کو اس کی گفتگو سے پہچانا جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری آواز میں نرمی اور ملائمت ہو اور گفتگو کو نہایت دلکش بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ قرآن کریم میں بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ فرماتا ہے: ”اور تو اس عظیم الشان رحمت کی وجہ سے ہی جو اللہ کی طرف سے (تجھے دی گئی) ہے ان کے لئے نرم واقع ہوا ہے اور اگر تو بد اخلاق اور سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد سے تتر بتر ہو جاتے۔“ (آل عمران 159)

اپنی آواز کا امتحان کرنے کے لئے مندرجہ ذیل سوالوں پر غور کیجئے کہ کیا آپ کی گفتگو سے دوسرا شخص فوراً متوجہ ہو جائے گا؟ کیا آپ کی آواز کسی دکھی انسان کے لئے تسلی و تشفی کا باعث ہوسکتی ہے؟

کیا آپ کی آواز میں اتنی لچک ہے کہ کسی نازک موقعہ پر بات منوا سکیں۔ کیا آپ شور مچا کر بات کرتے ہیں یا اتنے مدھم لہجے سے کہ دوسرے بار بار کہنے پر مجبور ہوں کہ ذرا بلند آواز میں بات کیجئے جب آپ اپنی انفرادیت کا اندازہ کرلیں تو بات چیت کے طریقے کو مندرجہ ذیل اصولوں پر جانچنے کی کوشش کریں۔ مجھے کس قسم کی آواز میں گفتگو کرنی چاہیے۔ میری تقریر کس نوعیت کی ہونی چاہیے۔ اور ایک ضروری بات یہ بھی ہے کہ تقریر کی رفتار برقرار رکھتے ہوئے تمام الفاظ کی روانی ایک سی رفتار سے ادا ہوتی رہے تو سمجھئے کہ آپ بہت اچھے مقرر ہیں۔ آپکی تقریر الفاظ کی یکسانیت سے ہو رہی ہے یعنی تقریر کے دوران الفاظ کا ٹھہراؤ وقفہ یہ سب چیزیں موجود ہیں تو آپ کے خیالات جذبات سامعین کے خیالات و جذبات سے ہم آہنگ ہوسکیں گے۔ گفتگو کے دوران اگر آپ سانس لینے کی ترغیب اپنانے میں کامیاب ہوں یعنی تقریر کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے اور آپ سانس لینے کے ساتھ ساتھ بات چیت بھی بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رکھیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ کی تقریر متوقع نتائج حاصل نہ کرے۔ اگر آپ پر اثر تقریر کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ سانس کی آمد و رفت درست ہو اور یہ بات بھی ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اگر آپ گفتگو یا تقریر کے دوران حد سے زیادہ منمنائیں گے اٹک اٹک کر بولیں گے یا ہلکلائیں گے تو نہ صرف آپ کا مضحکہ اڑے گا بلکہ کوئی شخص بھی آپ کی بات غور سے سننے کی زحمت گوارہ نہیں کرے گا۔ آپ چاہے کتنی ہی مشکلات میں گھرے ہوئے ہوں اپنے آپ کو اعتدال پر رکھ کر ہر مشکل پر قابو پا سکتے ہیں۔ اپنے جذبات کے اظہار میں آپ اس وقت کامیاب ہو سکتے ہیں جب آپ یہ سمجھنے لگیں کہ واقعی آپ ان پر قادر ہیں اس بات کی کوشش کیجئے کہ آپ اپنے صحیح خیالات کا اظہار کریں۔ اس معاملے میں آپ اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہیں۔ آپ جو

کہنا چاہتے ہیں اس کو حقیقی انداز میں بیان کریں۔ اگر بناوٹی لب ولہجہ استعمال کیا گیا تو مخاطب اس کا شدید احساس کرے گا۔ اور آپ اپنا مقصد حاصل نہیں کرسکیں گے۔ اس کے علاوہ صحیح الفاظ کا استعمال آپ کو خیالات کے اظہار میں بہت مدد دے گا۔ آپ کی طرز تقریر آپ کی انفرادیت کی نشان دہی کرتی ہے۔ کیونکہ تقریر اور شخصیت ایک ہی چیز ہے۔ آپ جتنا بھی صحت مندانہ ماحول اپنالیں گے اتنی ہی آپ فی البدیہہ پر اثر اور بامعنی تقریر کرسکیں گے۔ تقریر صرف اپنی شخصیت کے اظہار کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ اس سے آپ عوام کو بھی اپنے دائرہ اثر میں کھینچتے ہیں تقریر میں کامیابی کا تمام تر راز اس امر میں پوشیدہ ہے۔ کہ تقریر کرتے وقت اپنے آپ یا اپنی ذات کو یکسر بھول جائیں۔ جن جذبات اور احساسات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اس کی سچی کیفیت اپنے اوپر طاری کرلیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپ واقعات کو ذہن میں رکھ کر اپنے اندر اثرات جذبات کو پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوں۔ تقریر میں کامیابی کے بارے میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ اپنے موضوع پر مکمل عبور ہونا چاہئے۔ جب تک آپ کو یہ معلوم نہ ہو کہ آپ کو کہنا کیا ہے۔ اور آپ کو تقریر کے موضوع پر وسیع معلومات حاصل نہ ہوں آپ کبھی بھی سامعین کے سامنے اپنے آپ کو مطمئن محسوس نہیں کریں گے۔ اگر آپ کے ذہن میں کہنے کے لئے باتیں موجود ہیں تو پھر سامعین کے سامنے گھبراہٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس ضمن میں ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

آواز میں اعجاز کر و علم سے پیدا
احساس کو آواز کی ٹھوکر سے جگادو

فن تقریر میں خود اعتمادی پیدا کرنے کا پہلا اور آخری طریقہ یہ ہے کہ بولنے میں مشق کریں مسلسل مشق کے ذریعہ ہی اس فن میں کمال حاصل کر سکتے ہیں۔ جب کوئی پہلی مرتبہ تقریر کرنے لگتا ہے۔ تو اس پر اس قسم کی گھبراہٹ طاری ہوتی ہے جیسے وہ میدان جنگ میں جا رہا ہو۔ مشق کرنے کے لئے آپ کے پاس ایک چھوٹا سا کمرہ ہونا چاہئے۔ ریہرسل ہمیشہ شیشہ کے سامنے کرنی چاہئے یہ تو آپ نے سنا ہوگا۔ کہ آئینے کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ یا اس کام کے لئے اپنے گھر کا کوئی گوشہ منتخب کرلیں جہاں گھر کا کوئی دوسرا فرد آپ کی مشق کے دوران مخل نہ ہو سکے۔ بار بار مشق کرنے سے ہی اپنے آپ پر مکمل اعتماد حاصل کیا جاسکتا ہے مشق اور محنت کے ساتھ ہر میدان میں کامیابی کے لئے دعا کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ چند بنیادی راہنما اصول ہیں ان اصولوں کو دعاؤں کے ساتھ اپناتے ہوئے تقاریر کے میدان میں کامیابیاں حاصل کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نظم پڑھنے والے احباب کے راہنمائی کے لئے

نظم یا نعت خوانی خدا تعالیٰ کا عطا کردہ ایک فن ہے۔ جو نظم و نعت خواں کی آواز کے ساتھ ساتھ اس کی سچی لگن کا بھی تقاضہ کرتا ہے۔ ہمارے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت آواز موجود ہے مگر پھر بھی کہیں نہ کہیں ایک کمزوری کا احساس ضرور موجود ہے کہ اکثر اچھی آواز کے حامل افراد بھی اپنی عدم دلچسپی کی وجہ سے اس فن میں کمال مہارت دکھا نہیں پاتے۔ حالانکہ جماعت میں سال بھر جماعت اور تنظیموں کے مقامی اجلاسات میں نظموں کا پڑھا جانا اور پھر علمی مقابلہ جات کا انعقاد ایسے ذرائع ہیں جو کسی بھی نظم خواں کو اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے بھرپور مواقع فراہم کرتے ہیں۔ مقابلہ نظم میں حصہ لینے والے بعض اوقات دور دراز کے علاقوں سے سفر کر کے مقابلہ میں حصہ لینے کے لئے آتے ہیں۔ مگر کئی مرتبہ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ مقابلہ کی مکمل تیاری نہیں تھی۔ حالانکہ اس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ آپ جس مقابلہ میں حصہ لینے جا رہے ہیں اس کی تیاری آپ کی طرف سے سو فیصد مکمل ہونی چاہئے۔

مقابلہ نظم میں حصہ لینے والے افراد کو جن بنیادی باتوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کا تذکرہ مرحلہ وار اس مضمون میں بیان کرنے کی کوشش کریں گے تا کہ ان پر عمل کر کے ایک نظم خواں اپنے فن کے معیار کو بلند کر سکے۔ مقابلہ نظم میں تین اصولوں کو مدنظر رکھ کر آپ کو نمبرز دیئے جاتے ہیں۔ جو بالترتیب یوں ہیں۔

۱۔ ادائیگی۔ ۲۔ تلفظ۔ ۳۔ لحن یا ترنم

ادائیگی: مقابلہ میں حصہ لینے والے فرد کو چاہئے کہ مقابلہ میں پڑھنے والے اشعار کو بغور بار بار پڑھ کر ذہن نشین کریں، جس نظم میں سے اشعار کو منتخب کیا گیا ہے وہ پوری نظم پڑھ کر سیاق وسباق اور مطالب کو ذہن نشین کریں گے تو آپ کو اشعار کی ادائیگی میں آسانی رہے گی اور آپ مطلب کو سمجھتے ہوئے شعر ادا کریں گے۔ اس طرح جو مضمون ان شعروں میں بیان ہوا ہے وہ آپ بخوبی سامعین تک پہنچا سکیں گے۔ اگر ”حمدیہ“ مضمون ہے تو آپ ایسا محسوس کریں جیسے آپ اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر اپنی التجائیں پیش کر رہے ہیں۔ اور اس کے افضال کا شکریہ ادا کر رہے ہیں اسی طرح اگر نعتیہ کلام ہے تو پیش کرتے ہوئے محسوس کریں کہ گویا نبی کریم ﷺ کے حضور حاضری ہے۔ اور آپ کا والہانہ عشق اشعار کی صورت میں آپ کی زبان پر آرہا ہے۔ گویا اس ذات اقدس سے محبت میں ڈوب کر آپ وہ کلام پڑھ رہے ہیں تو یقیناً آپ کے پیش کردہ اشعار سننے والوں کے دلوں پر اثر کریں گے۔ اشعار کی ادائیگی میں

مصنوعی پن کا دخل نہیں ہونا چاہئے۔ سچی لگن کا اظہار دل سے اٹھتا محسوس ہونا چاہیئے۔ اسی طرح اگر نظم ہے تو مضمون اور مطالب کے لحاظ سے آپ ایک کیفیت میں ڈوب کر اشعار کی ادائیگی کریں۔ اگر حضرت مسیح موعود اور خلفائے سلسلہ کا ذکر ہے تو ان پاکیزہ ہستیوں سے آپ کا مضبوط عقیدت کا تعلق ظاہر ہونا لازم ہے صرف اسی طرح کیفیت میں ڈوبا ہوا شعر سننے والوں پر پورا اثر چھوڑتا ہے۔ الفاظ کو مطالب کے لحاظ سے مناسب وقت دے کر ادا کرنا اور اس کی خوبصورتی کے لحاظ سے لمبا اور چھوٹا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ الفاظ پر آپ کی گرفت مضبوط ہونی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ لفظ چھوڑ کر پیچھے سے پکڑیں یا پھر آگے پیچھے پڑھ جائیں۔ بعض احباب کو تو ایسے دیکھا گیا ہے کہ جیسے بالکل اسی وقت ان کو اشعار تھمائے گئے ہوں اور وہ پہلی مرتبہ پڑھ رہے ہوں۔ یہ بھی طریقہ مقابلہ کے شایان شان نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر آپ نے کسی مقابلہ کی تیاری ہی نہیں کی تو پھر مقابلہ جیتیں گے کیسے۔ ایسے میں آپ کی گرفت اشعار پر کمزور ہوتی ہے اور آپ ادائیگی میں اصل رنگ بھر نہیں پاتے۔ الفاظ کو بعض اوقات لمبا کر کے پڑھنا مقصود ہوتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ بہت لمبا لٹکا لٹکا کر پڑھنا اور شعر کو بہت زیادہ طوالت کا شکار کر دینا بھی شعری حسن کو کم کر دیتا ہے۔ اور بسا اوقات سامعین کی طبیعت پر بھی گراں گزرتا ہے۔ اسی طرح الفاظ کو لمبا کرتے وقت آپ کی سانس درمیان سے ٹوٹنی نہیں چاہتے۔ اتنا لمبا کریں جتنا آپ کا سانس خوبصورتی کے ساتھ آپ کا ساتھ دے۔ الفاظ کو چھوٹا کرتے وقت بھی خیال رہے کہ لفظ واضح طور پر ادا کیا جائے تا کہ مطلب آسانی سے ظاہر ہو، نہ ہی لفظ لفظ پر رُکا جائے اور نہ ہی شعر کے زیادہ ٹکڑے کئے جائیں۔ عمومی طور پر ایک مصرعے کو دو سے چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا مصرعہ عموماً دو تین ٹکڑوں میں اور دوسرا مصرعہ زیادہ سے زیادہ تین سے چار ٹکڑوں میں کر کے پڑھا جا سکتا ہے۔ بعض الفاظ کو ''و'' سے اور '' زیر زبر'' سے ملایا ہوتا ہے۔ ان الفاظ کو آپس میں ملا کر پڑھنا چاہئے تا شعر کی خوبصورتی میں اضافہ ہو۔ یہ شعر اس طرح پڑھا جائے

کافر ملحد و دجال۔ ہمیں کہتے ہیں۔ (دو حصے)

نام کیا کیا۔ غم ملت میں۔ رکھایا۔ ہم نے (تین یا چار حصوں میں)

الغرض شعر کو مطالب کے لحاظ سے پورے وزن کے ساتھ واضح الفاظ کی ادائیگی کر کے آپ اپنے نمبروں میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

تلفظ: الفاظ کو زیر زبر اور پیش کا خیال رکھتے ہوئے پڑھنا چاہئے۔ آپ کا اردو کا مطالعہ ٹھیک ہونا چاہئے تا کہ لفظ کی اصل شکل سے پوری واقفیت ہو۔ مقابلہ میں پڑھنے سے پہلے اشعار میں سے مشکل الفاظ کا تلفظ درست کر والینا آپ کے لئے فائدہ مند ہے۔ الفاظ کا صحیح تلفظ آپ کے نمبروں میں اضافہ جب کہ غلط تلفظ نمبروں میں کٹوتی کا موجب بنتا ہے۔ آپ کی آواز کتنی بھی اچھی ہو اگر آپ الفاظ کو مفہوم کے لحاظ سے غلط ادا کرتے ہیں تو آپ کے نمبر کٹ سکتے ہیں جو مجموعی نمبروں میں کمی کا موجب بنتے ہیں۔ بعض الفاظ کو زمانے کے لحاظ سے بیان کیا ہوتا ہے۔ اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ماضی کو حال اور حال کو ماضی میں نہ پڑھا جائے۔ جیسے اس کو اُس پڑھنا یا ان کو اُن پڑھنا زمانے میں تبدیلی کے لحاظ سے مطلب پر اثر انداز ہوتا ہے۔ آپ پورے شعر کو بغور پڑھیں اور اس کے مطلب کو سمجھیں کہ بات کس زمانے کے متعلق ہے ماضی والوں کی بات ہے یا حال پر بات ہو رہی ہے۔ زیر زبر پیش کا خیال رکھیں تا کہ غلطی کا امکان نہ رہے۔ تلفظ کی صحیح ادائیگی مقابلہ میں آپکے نمبروں میں بھر پور اضافہ کرتی ہے۔

لحن یا ترنم: لحن یا ترنم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں ایک نعمت خاص ہے جو نہ صرف آپ کے اپنے لئے ایک تسکین کا باعث ہوتی ہے۔ بلکہ آپ کے گلے کی یہ پرسوز آواز بے شمار افراد کے لئے تسکین کا باعث ہوتی ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے گلے میں سوز جیسی نعمت عطا کر رکھی ہے تو چاہئے کہ آپ اس کی حفاظت بھی کریں۔ اور خلق اللہ کو بھی محفوظ کریں۔ اپنی آواز کا استعمال اگر آپ دینی مقاصد کے لئے کرتے ہیں تو یقیناً یہ نہ صرف آپ کی اپنی روحانی اقدار میں اضافہ کرتی ہے بلکہ خلق اللہ کے روحانی ذوق کو بھی تقویت بخشتی ہے۔ بعض اوقات اچھی پرسوز آواز کے مالک افراد بھی مقابلہ میں اچھی پوزیشن حاصل نہیں کر پاتے اس کی ایک وجہ تو یہ ہوتی ہے کہ اس فرد نے اپنی اس نعمت خداوندی کو پہچانا نہیں ہوتا اور آواز کے ساتھ ساتھ باقی جن امور کا خیال نظم خوانی میں رکھنا ضروری ہوتا ہے نہیں رکھا جاتا۔ پھر طرز پر دھیان نہیں دیا جاتا۔ کسی بھی نظم، نعت کی طرز کے لئے ضروری ہے کہ آپ کسی شعر کو پڑھیں اور اس کے مضمون میں ڈوب کر اسے مختلف انداز میں گنگناتے رہیں۔ آہستہ آہستہ کوئی نہ کوئی اچھی طرز آپ کے لبوں پر آ ہی جاتی ہے۔ اور پھر ان اشعار کو بار بار دھرانے میں وہ طرز مزید نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ کسی بھی کلام میں ڈوب کر گنگنانے سے آپ ایک پر اثر طرز ڈھونڈنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ آپ کی بنائی گئی طرز ضروری ہے کہ گائیکی کے اصولوں کے مطابق ہو جیسا کہ آپ کے مشاہدہ میں ہے کہ کسی بھی نظم کے پہلے شعر کے دونوں مصروں کی طرز یکساں ہوتی ہے۔ اور پھر چونکہ نظم کا پہلا شعر عموماً ہم قافیہ ہوتا ہے اس لئے دونوں مصروں کی طرز ایک ہی ہونی چاہئے۔ گائیکی کی زبان میں پہلے شعر کو''

استائی“ کا نام دیا جاتا ہے جبکہ دوسرا شعر اور پھر باقی اشعار ”انترا“ کہلاتے ہیں۔ دوسرے شعر یعنی ” انترے “ کے پہلے مصرعے کی طرز نہ صرف ”استائی“ سے پہلے مختلف ہوتی ہے ۔بلکہ کچھ نہ کچھ بلند آواز میں بھی ہوتی ہے۔ ہاں ” انترے “ کے دوسرے شعر کی طرز بالکل استائی یعنی پہلے شعر والی ہونا چاہئے۔ کوئی بھی پوری نظم صرف استائی کی طرز اور انترے کی طرز پر ہوتی ہے۔ آپ کو صرف دو اشعار یعنی پہلے اور دوسرے کی ہی طرز بنانی ہے۔ باقی ساری نظم انہی دو اشعار کی طرز میں دہرائی جاتی رہے گی۔

آپ اگر اپنے عشق اور کلام سے محبت کے نتیجے میں نئی طرز ایجاد کریں تو وہ طرز امر ہو سکتی ہے۔ جب کہ کسی بھی پرانی تیار شدہ طرز کو کسی بھی نظم پر سیٹ کر دینے سے آپ کی اپنی کاوش نظر نہیں آتی اور بعض اوقات بعض فلمی گانوں کی طرزیں بھی نظموں پر چڑھا کر پیش کی جاتی ہیں بعض اوقات پر سرور بھی ہوتی ہیں اور مزہ بھی دیتی ہیں مگر جیسا کہ پہلے ذکر کیا ہے کہ اس میں اپنی کوئی کاوش نظر نہیں آتی۔ مقابلہ کے دوران گو اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ ہر طرز اپنی بنائی ہوئی ہے یا پھر کسی گانے کی طرز ہے اس سے آپ کے نمبروں پر عام طور پر فرق نہیں پڑھتا۔ یہاں آپ کے نمبر زاسی طرز کے زیادہ ملیں گے جو زیادہ پر سوز ہو گی۔ شرط یہ ہے کہ طرز کے استعمال سے انصاف کیا ہو۔ مقابلہ میں نمبروں کے حصول کے لئے جو امر نہایت ضروری ہے وہ ہے قواعد وضوابط کی پابندی۔ جو بھی قواعد وضوابط مقابلہ میں دیئے گئے ہوتے ہیں ان کی معمولی خلاف ورزی بھی آپکے نمبروں پر اثر انداز ہو سکتی ہے ۔اگر آپ کو قواعد میں پہلے سے بتا دیا گیا ہے کہ آپ نے ریجنل گروپس اجتماع میں دو اشعار پڑھنے ہیں اور شعر کا ایک مصرعہ دھرانا ہے تو پھر آپ دو ہی اشعار پڑھیں اور صرف ایک ہی مصرعہ دھرائیں نہ کہ پورا شعر۔ کیونکہ مصرعہ سے مراد مصرعہ ہے نہ کہ شعر - اسی طرح شعر کی ادائیگی میں اگر آپ نے مصرعہ کو دھرانا ضروری سمجھا ہے تو اس کی وجہ یہ ہونا چاہئے کہ اس مصرعے کو دوبارہ سے پڑھ کر آپ اس کے اثر میں شدت پیدا کرنا چاہتے ہیں یا پھر پہلی طرز سے تھوڑا سا مختلف کر کے اسے زیادہ پر اثر بنانا چاہتے ہیں تو ضرور دھرائیں نہ کہ صرف دھرانے کی غرض سے دھرائیں۔ مبادہ کہ آپ نے پہلے وہ مصرعہ زیادہ پر سوز اور خوبصورت ادا کیا ہو اور دھرانے میں آپ وہ پرانے والا اثر قائم نہ رکھ پائیں یا پھر کوئی غلطی کر دیں جو آپ کے نمبروں پر اثر انداز ہو۔ علاوہ ازیں قواعد سے ہٹ کر مصرعے کی بجائے پورے شعر کو دھرانے سے نمبر کٹ جاتے ہیں۔ یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بعض اوقات مقابلہ میں دیئے گئے اشعار نظموں کے پہلے اشعار نہیں بلکہ درمیان سے منتخب شدہ اشعار ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں گائیکی کے انداز میں تھوڑا بہت ردو بدل ضروری ہو جاتا ہے۔ جیسے شہرہ آفاق نظم کا یہ شعر

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے

یہاں اگر آپ پہلے شعر کو ” استائی “ کے شعر کے طور پر لیں اور دوسرے اشعار کو ”انترے “ کی طرز دیں تو آپ خوبصورت طرز بنا سکتے ہیں۔ جو دلوں پر اثر کرے گی۔ الغرض کوئی بھی اچھی طرز ایجاد کر کے یا اپنا کر اگر آپ مضمون کے لحاظ سے کلام میں ڈوب کر قواعد وضوابط کا خیال رکھتے ہوئے دل سے کلام پیش کریں گے تو یقیناً آپ کی آواز سامعین پر اثر کرے گی اور دل میں اترے گی بلکہ منصفین کا قلم بھی آپ کو زیادہ سے زیادہ نمبر دینے پر مجبور ہوگا اور مقابلہ میں آپ یقیناً اچھی پوزیشن کے حقدار ٹھہریں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی صلاحیتوں میں بھر پور اضافہ فرمائے اور مقابلہ کی روح کو سمجھتے ہوئے علمی مقابلہ جات میں شرکت کی توفیق بڑھاتا رہے اور جس مقصد کے لئے یہ مقابلہ جات کروائے جاتے ہیں ان کو پورا کرنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین

(بحوالہ الناصر جرمنی صفحہ 43 تا48 جنوری سے مارچ2019ء)

من خوالد الأحمدية، داعية إلى بلاد العرب

(معتز القزق، أستاذ الجامعة الأحمدية -كندا)

في الجلسة السنوية في ربوة عام ١٩٥٦ منح حضرة الخليفة الثاني لقب "خالد الأحمدية" لثلاثة من علماء الجماعة الأجلاء، وهم مولانا جلال الدّين شمس، **ومولانا أبو العطاء الجالندهري**، والمحامي عبد الرحمن الغوجراتي.

وقد استحقّوا هذا اللقب العظيم لجهادهم المشكور في سبيل الله ورسوله ودينه، ولأخلاقهم الإسلامية المثالية ولغزارة علمهم، وقدرتهم الفذّة على الحوار والدّعوة، وكتاباتهم وتصنيفاتهم العظيمة الباقية.

حضرة مولانا أبو العطاء الجالندهري (رحمه الله):

اسمه ومولده ونسبه:

اسمه (الله دتّا) أي عطاء الله، وكنيته أبو العطاء، وقد كُنّي بها لأنه سمّى كل ولد من أولاده باسم عطاء.

وُلد في 14 إبريل/ نيسان عام 1904 في قرية (كريها) بمحافظة جالندهر بالهند.

والده حضرة ميان إمام الدين ؓ، وهو من أكابر صحابة الإمام المهدي والمسيح الموعود.

انطلاق مسيرته الدعوية:

بدأ مولانا أبو العطاء الجالندهري مسيرته الدعوية بشكل رسمي بأن نذر حياته لخدمة الإسلام، حيث درس في الجامعة الإسلامية الأحمدية وتخرّج فيها، وبدأ يعمل داعية في سبيل الله عام ١٩٢٧.

خطاباته في الجلسات السنوية:

كان أول خطاب له في الجلسة السنوية للجماعة، وذلك في عام 1928، واستمر في إلقاء الخطب فيها كل عام إلى حين وفاته عام ١٩٧٧ .. فيما عدا السنوات التي خدم فيها في البلاد العربية.

سفره إلى البلاد العربية وبدء مسيرته الدعوية هناك:

بعد أن تقرر أن يسافر مولانا أبو العطاء الجالندهري إلى العرب ليحل محل الأستاذ جلال الدين شمس في فلسطين، سافر متوكلا على الله ممتلئا حماسا ومباركا بأدعية خليفة الوقت، حضرة المصلح الموعود ؓ، حيث وصل إلى فلسطين (الديار المقدسة) في ٤ سبتمبر/أيلول عام ١٩٣١، وظل يخدم في الديار العربية قرابة خمس سنوات، حتى 24 فبراير/شباط ١٩٣٦.

بعض خدماته في الديار العربية:

١. خلال فترة خدمته في فلسطين أكمل بناء مسجد "سيدنا محمود" في الكبابير.

٢. أسس مجلة "البشارة الإسلامية الأحمدية" لسان حال الجماعة في الديار العربية، وغيّر اسمها إلى "البشرى" فيما بعد.

٣. قام بمناظرات مشهودة مع المشايخ والقساوسة ودعاة البهائية .. اشتهرت منها مناظرة له مع بعض كبار القساوسة في مصر.

كلمات في حقه:

نشرت مجلة "الأسبوع" كلمات رقيقة جميلة تصف شخصية مولانا أبي العطاء، نقتبس منها:

"له لسان خصب مقوال ينطلق به في العربية انطلاق واحد من شيوخ الأزهر ... وهو مع ذلك هندي مثقف يجيد الحوار ويحسن التصرف في أبواب الحديث، وتلك بضاعة الرجل التي تهيئ له أسباب النجاح.

ثم كتبت الجريدة معلقة على شخصية المسيح الموعود ؑ وجماعته:

”ومن شأن الهند أن تفاخر دائما بأنها تُربة العقول التي تقود العالم في كل اتجاه، وها هي تبتكر الرجل الذي يريد له أشياعه أن يقود الدنيا في حلبة الدين.“ (مجلة الأسبوع عدد 25 يوليو ۱۹۳۱ ص۲۷)

خدماته بعد عودته إلى الهند:

بعد عودته للهند عمل أستاذا، ثم عميدًا للجامعة الإسلامية الأحمدية عام ۱۹۴۴.

كما تولى مناصب هامة أخرى منها: ناظر ثانٍ للإصلاح والإرشاد، ورئيس المجلس المشرف على نظام الوصية، وعضو مجلس الإفتاء المركزي.

خدمات أخرى:

كان خطيبًا وكاتبًا ومناظرًا من الطراز الأول. وله أكثر من سبعين مناظرة طويلة.

وله ما ينوف على أربعين مؤلفا، أشهرها كتابه الضخم (تفهيمات ربّانية) الذي يغني عن كثير من الكتب في المسائل الجدليّة الخلافيّة بين الجماعة الإسلامية الأحمدية وغيرها، ومولانا الخليفة الثّاني هو الذي أطلق هذا الاسم على الكتاب. وله أيضا: ” **المبين، ومقامات النّساء**“ و“**التعليق على الحركة البهائيّة**“.

ومن آثاره الخالدة أيضًا مجلة (الفرقان)، التي كان يحررها ويصدرها بنفسه في قاديان، ثم في ربوة لمدة 27 عامًا متواصلة إلى حين وفاته. وقد كانت مجلة رفيعة المستوى، وكان العلماء الكبار يكتبون فيها.

كان حضرته عضوا في وفد الجماعة الإسلامية الأحمدية برئاسة حضرة الخليفة الثالث رحمه الله، للدّفاع عن موقف الجماعة أمام مجلس الشعب الباكستاني أيّام فتنة عام ۱۹۷۴ بباكستان. حاز على لقب خالد الأحمديّة مع زملائه العظام الثّلاثة.

وفاته:

توفي رحمه الله في ۲۳ أيار ۱۹۷۷، بعد أن قضى حياته في إسداء جلائل الخدمات للإسلام والأحمدية والعرب. **جزاه الله خير الجزاء و أثابه نعيم الجنة** ورحمه الله رحمات واسعة.

مماثلة مُلفتة بين الخالدين مولانا جلال الدين شمس ومولانا أبو العطاء الجالندهري:

۱. أبواهما من أكابروقدامى أصحاب المهدي والمسيح الموعود ؑ.
۲. أبواهما يحملان اسم (إمام الدّين).
۳. أمّ كلّ منهما اسمها عائشة بي بي.
۴. زوجة كلّ منهما اسمها سعيدة بيجم.
۵. خدم كلّ منهما في التّبليغ بالدّيار العربيّة.
۶. برع كلاهما في الكتابة والخطابة والمناظرة، وكانا من العلماء الرّبّانيّين.
۷. كلاهما درس في قاديان في فترة متقاربة.
۸. كلاهما من التّلامذة الأفذاذ للعلّامة الصّحابي روشن علي.
9. وهب كلّ منهما من أبنائه لخدمة الإسلام.

Are Those Who Know Equal To Those Who Know Not? Verily, Only Those Endowed With Understanding Will Take Heed. (Chapter 39 Verse 10)

کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً عقل والے ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔ (الزمرآیت ۱۰)

MAJLIS ANṢĀRULLĀH CANADA

EDUCATIONAL SCHOLARSHIPS AND GRANTS 2023

- Undergraduate Student
- Grade 12 Students
- Grants for deserving students of Ahmadiyya Elementary School (Mississauga and Calgary)

- یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم طلبا
- ہائی اسکول کے طلبا (صرف گریڈ ۱۲)
- احمدیہ ایلیمنٹری اسکول (کیلگری اور مسی ساگا) کے مستحق طلبا کے لئے گرانٹس

Please apply @ www.ansar.ca

Scholarships Application Deadline: July 31st 2023

سکالر شپ کی درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ **July 31st 2023**

Department of Ta'lim
MAJLIS ANṢĀRULLĀH
CANADA

قیادت تعلیم
مجلس انصاراللہ، کینیڈا

For further information please contact : Qiadat Ta'lim at talim@ansar.ca

Majlis Ansarullah Canada

مجلس انصاراللہ کینیڈا

29th Majlis-e-Shūrā
Friday, August 18, 2023
at 9:30am

۲۹ ویں مجلسِ شوریٰ
بروز جمعۃ المبارک
۱۸ اگست، ۲۰۲۳ء ساڑھے نو بجے صبح

36th ANNUAL NATIONAL

IJTIMA

Saturday & Sunday
AUGUST 19-20, 2023
at 9:15 AM

Aiwan-e-Tahir
10610 Jane Street, Maple, ON L6A 3A2

۱۰۶۱۰ جین سٹریٹ، میپل، اونٹاریو L6A 3A2

www.ansar.ca